تراجم فقہاء : ایک تاریخی جائزہ

ترجمہ: ذاکرالاعظمی (ریاض)

اسلام کے ابتدائی زمانہ ہی سے فقہ اسلام ابنائے اسلام کے غور وفکر اور دلچسپی کا مرکزی موضوع رہی ہے، چنانچہ صحابۂ کرام اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں پیش آمدہ مسائل کی عقدہ کشائی کے لئے ہادیٔ اعظم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرتے تھے جب کہ وحی الٰہی کے نزول کا سلسلہ بھی جاری تھا، لیکن جب آسمانی ہدایت کا نزول منقطع ہوگیا اور ہادیٔ برحق ﷺ اس جہانِ فانی سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے تو آپ کے اصحاب باصفا نے تدوین فقہ میں بھرپور دلچسپی لی اور بہتوں نے اس فن میں کمال پیدا کیا، چنانچہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہما امت مسلمہ کی گتھیاں سلجھانے میں مرجع کی حیثیت رکھتے تھے جس کسی کو بھی کوئی مشکل پیش آتی انہی دونوں بزرگ شخصیتوں کی طرف رجوع کرتا، اس طرح یکے بعد دیگرے علمائے اسلام کی عظیم ہستیوں نے اس اساسی ذمہ داری کو نبھایا، بعد کے علماء پہلے تمام مسائل کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں ڈھونڈتے اور اگر وہاں سے براہِ راست رہنمائی نہ ملتی تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے یہاں تک کہ فقہ اسلامی کا ایسا عظیم دفتر وجود میں آ گیا جسے دیکھ کر عقل حیران اور ناطقہ سربگریباں ہے۔

فقہ اسلامی کو تاریخ کے مختلف ادوار سے گزرنا پڑا۔ مسائل کے تنوع اور اسلامی سلطنت کی وسعت کے ساتھ ساتھ علمائے فقہ کی آراء میں اختلاف پیدا ہونا شروع ہوگیا یہاں تک کہ اس فن کو دیگر علوم کی طرح مستقل فن تسلیم کیا جانے لگا لہٰذا اس کے اصول وکلیات متعین کئے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے فقہ کے مختلف مکاتب فکر وجود میں آ گئے اور یہ عادت عام ہونے لگی کہ ہر مسلک کے لوگ ایک خاص مکتبہ فکر کے چیدہ افراد کی پیروی کرنے لگے اور اپنے مسائل کا حل اس جماعت اور گروہ کے نقطۂ نظر سے دیکھنا شروع کر دیا۔ گویا اختلاف آراء امت مسلمہ کو فقہ اسلامی کے اس عظیم الشان فن سے روشناس کرانے کا ذریعہ بنی جس کی دنیا کے کسی بھی مذہب میں مثال نہیں ملتی۔

اگر ایک طرف مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی فقہ کی کتابوں نے فقہ اسلامی کو فعال وہمہ گیر بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا تو دوسری طرف ہر مکتبۂ فکر کے علماء کا اختلاف مختصر کتابوں کی

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

تشریح کا سبب بنا۔ پھر اس کے بعد راجح و مرجوح کی بحث چھڑ گئی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کسی فقیہ کے قول کی بنیاد کیا ہے اور تاریخی اعتبار سے اس کی صحت کا درجہ کیا ہے، گویا مسائل و آراء کا تنوع اور اندازِ فکر کا اختلاف ایک نئے فن یعنی تراجم فقہاء کی ایجاد کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور بہت تھوڑی مدت میں اس فن میں تصانیف کا ایک انبار لگ گیا۔

تراجم کی علمی حیثیت:

تراجم فقہاء میں سب سے پہلے فقیہ کی ذاتی اور علمی زندگی پر روشنی ڈالی جاتی ہے اس کے بعد اس کا حسب و نسب، مولد و مسکن اور اس ماحول یا شخصیت کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس نے فقیہ کی علمی و ذہنی ساخت و پرداخت میں نمایاں کردار ادا کیا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی معاشی و سماجی صورتِ حال کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے، اسی ضمن میں اس کے اساتذہ اور تلامذہ کا بھی ذکر آتا ہے۔ آخر میں اس کی مؤلفات کا تنقیدی جائزہ لے کر معاصر علماء کی نظر میں اس کے علمی مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات ایک فقیہ کا تصور سامنے لاتی ہیں اور اس کی معلومات کا ایک سرسری خاکہ ذہن میں پیش کرتی ہیں۔ اسی طرح فقہی مسائل کے مختلف پہلوؤں سے ہمیں آگاہی ملتی ہے اور کسی خاص مسئلہ میں ہم پر زمانی تسلسل کی اتباع آسان ہو جاتی ہے، تراجم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس سے فقہاء کے اسماء اور ان کے القاب وکنیت کا صحیح علم ہوتا ہے جس سے فقہاء کی صحیح اور غلط آراء کی تفہیم میں خاطر خواہ مدد ملتی ہے اور کسی فقیہ کے ساتھ اس کے ہم نام دوسرے فقیہ کی غلط رائے کی نسبت کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ تراجم کا ایک دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے فقیہ کے حالات اور اس کی نجی اور علمی زندگی کا جائزہ لیتے وقت ہم پر یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ اسے کن کن فتنوں سے برسر پیکار ہونا پڑا اور ان فتنوں کے رد یا سدباب میں اس کا اور اس کے معاصر علماء کا کیا کردار رہا ہے۔

تراجم فقہ کی بعض کتابیں صرف مندرجہ بالا خصوصیات ہی پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ فقہ کی تدوین میں فقیہ کے اسلوب پر بھی سیر حاصل گفتگو کی جاتی ہے جن سے واقفیت حاصل کرنا فقہ کے ایک طالب علم کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ فقہ کا کوئی طالب علم تراجم سے رجوع کئے بغیر مسائل کا صحیح استنباط نہیں کر سکتا اور تراجم کی کتب کا مطالعہ کئے بغیر اسلامی فقہ کا صحیح طور پر سمجھنا ایک امر محال ہے۔ لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے علوم اسلامیہ کی اس اہم فرع پر تحقیق و تالیف کا کام کیا جائے تاکہ اس سے اہلِ علم کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی حتی المقدور فیضیاب ہو سکیں۔

جہاں تک تراجم فقہاء پر علمائے اسلام کے کارناموں کا تعلق ہے تو اس چھوٹے سے مضمون میں ان سب پر روشنی ڈالنا ممکن نہیں، لہٰذا ہم اختصار کے پیش نظر مذاہب اربعہ کے جلیل القدر علماء کی تصانیف ہی پر اکتفا کرنا چاہیں گے۔

مسلک شافعی کے پیروکاروں کو اپنے فقہاء کے تراجم کی تدوین میں دوسرے مسالک پر سبقت حاصل ہے، پھر بالترتیب حنبلی، مالکی اور آخر میں احناف نے اس کام کی طرف توجہ دی۔ ترتیب زمانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آغازِ سخن مسلک شافعی کی تصنیفات سے کرتے ہیں۔

مصنفاتِ شافعیہ

پانچویں صدی ہجری:

مذکورہ صدی میں سب سے پہلے امام ابوحفص عمر بن علی المطوعی (متوفی ۴۴۰ھ) نے امام ابوطیب سہل الصعلوکی کے تذکرہ میں اپنی کتاب المذہب فی ذکر شیوخ المذہب (۱) تالیف کی۔ ابوطیب الطبری القاضی (متوفی ۴۴۰ھ) نے امام شافعی کے حالات کو مختصراً ایک رسالہ میں قلمبند کیا جس کے آخر میں امام شافعی کے بعض تلامذہ کا بھی تذکرہ آ گیا ہے۔(۲) پھر بتدریج امام ابوعاصم العبادی (متوفی ۴۵۸ھ) نے طبقات (۳) تصنیف کیا اور ابواسحاق شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) (۴) نے اپنے تراجم میں مسلک شافعی کے علاوہ دیگر مکاتب فقہ کے علماء کو بھی جگہ دی۔

چھٹی صدی ہجری:

ابوالحسن بن ابو القاسم البیہقی (متوفی ۵۶۵ھ) نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب وسائل الالمعی فی فضائل الشافعی (۵) تالیف کی بعد ازاں ابونجیب سہروردی (متوفی ۵۶۳ھ) نے مجموعات فی تراجم الشافعیۃ (۶) نامی کتاب لکھ کر اس باب میں مزید اضافہ کیا۔

☆ کتاب و سنت سے اخذ کردہ احکام ، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

ساتویں صدی ہجری:

شیخ ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) طبقات شافعیہ کے سلسلہ میں اپنی کتاب کو مکمل کرنے والے ہی تھے کہ پروانۂ اجل آ گیا اور کتاب مسودہ ہی رہ گئی۔ امام ابوزکریا النووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اس کتاب کو مختصر کرنے کی کوشش کی مگر کتاب کا مسودہ چھوڑ کر وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کتاب ہذا کی تبییض و تکمیل کا شرف حافظ ابوالحجاج المزی (متوفی ۷۴۲ھ)(۷) کے حصہ میں آیا۔ اسی صدی کے اواخر میں شیخ عماد الدین بن باطیش (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب فی تراجم الشافعیة کو مکمل کیا۔(۸)

آٹھویں صدی ہجری:

اس صدی میں تراجم شافعیہ کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ مندرجہ ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

۱۔ **الطبقات الصغریٰ** تالیف: تاج الدین ابونصر السبکی (متوفی ۷۷۱ھ)(۹)

۲۔ **طبقات الفقهاء الشافعين المعروف بالطبقات الوسطى** تالیف: تاج الدین ابونصر السبکی (متوفی ۷۷۱ھ)(۹)

۳۔ **طبقات الشافعية الكبرىٰ** تالیف: تاج الدین السبکی (متوفی ۷۷۱ھ)(۹)

۴۔ **طبقات الشافعيه** تالیف: جمال الدین الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ)(۱۰)

۵۔ **طبقات الشافعيه** تالیف: حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)(۱۱)

۶۔ **المطالب العلية فی مناقب الشافعيه** تالیف: محمد بن حسن الواسطی (متوفی ۷۷۶ھ)(۱۲)

۷۔ **طبقات الشافعية** تالیف: شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن العثمانی (متوفی ۷۸۰ھ)(۱۳)

۸۔ **الكافی فی معرفة علماء مذهب الشافعی** تالیف: ابوعبداللہ محمد بن قطب الدین (متوفی ۸۰۰ھ)(۱۴)

۹۔ **العقد المذهب فی طبقات حملة المذهب** تالیف: ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ)(۱۵)

نویں صدی ہجری:

مذکورہ صدی میں بھی بے شمار کتب تراجم فقہاء تالیف کی گئیں صاحب القاموس الفیر وز

آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) نے المرقاۃ الارفعیۃ نامی کتاب لکھی (۱۶)، پھر شہاب الدین بن ارسلان بن احمد بن حسین الشافعی (متوفی ۸۴۴ھ) نے اس موضوع پر ایک رسالہ مرتب کیا (۱۷)، اس کے بعد قاضی تقی الدین ابوبکر الدمشقی (متوفی ۸۵۱ھ) نے ۲۹ طبقات پر مشتمل ایک اہم کتاب تصنیف کی، بعد ازاں عزالدین حمزہ الدمشقی (متوفی ۸۷۴ھ) نے کتاب ہذا میں ذیلی مباحث کا اضافہ کر کے گرانقدر خدمت انجام دی (۱۸)، اس کے بعد رضی الدین محمد بن احمد بن عبداللہ العامری (متوفی ۸۶۴ھ) کی بہجۃ الناظرین الی تراجم المتاخرین من الشافعیۃ البارعین (۱۹) منصۂ شہود پر آئی، مذکورہ صدی کے اواخر میں قاضی قطب الدین الخیضری (متوفی ۸۹۴ھ) نے اللمع الالمعیۃ الاعیان الشافعیۃ تالیف کی۔ (۲۰)

دسویں صدی ہجری:

اس صدی میں کمال الدین ابوالمعالی الشافعی المقدسی (متوفی ۹۰۶ھ) کے مجموعہ کے علاوہ کسی اور تصنیف کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ (۲۱)

بارہویں صدی ہجری:

ہمارے علم کے مطابق شیخ الاسلام عبداللہ الشرقاوی (متوفی ۱۲۲۷ھ) وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے طبقات شافعیہ پر کام کیا۔ موصوف نے اپنی کتاب میں ۹۰۰ سے ۱۱۲۱ھ ہجری تک کے فقہاء شافعیہ کے احوال جمع کئے ہیں۔ (۲۲)

مصنفات حنابلہ

اوپر کی بحث میں شافعی علماء کے تراجم کے سلسلہ میں تصنیفات کا ذکر تھا اب اس باب میں ائمہ حنابلہ کی کوششوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ تراجم کے موضوع پر حنابلہ کی سب سے پہلی تصنیف چھٹی صدی ہجری میں منظر عام پر آئی، لہٰذا ہم اپنی بحث کا آغاز اسی صدی سے کریں گے۔

چھٹی صدی ہجری:

المجرد فی مناقب الامام احمد کے مصنف قاضی ابوالحسن محمد ابن محمد بن الحسین ابی

یعلی الفراء (متوفی ۵۱۲ھ) کو علمائے حنابلہ کے احوال کو جمع کرنے میں سبقت حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ۵۱۲ھ تک کے علمائے حنابلہ کے تراجم کو یکجا کر دیا ہے۔ بعد ازاں شیخ زین الدین بن النقیب بن رجب (متوفی ۷۹۵ھ) نے اس میں مزید اضافہ کیا۔

آٹھویں صدی ہجری:

شیخ زین الدین ابو فرج بن احمد بن رجب نے اپنی مشہورِ زمانہ کتابہ فی تراجم رجال المذہب کی فہرست مرتب کی۔ اس کتاب میں ۷۵۰ھ تک کے علمائے حنابلہ کا تذکرہ ہے جس میں تاریخ وفات کی ترتیب کو مدنظر رکھا گیا ہے اس کے بعد علامہ یوسف بن حسن بن احمد المقدسی نے ۷۸۱ھ میں اپنی کتاب الجوہر المنضد فی طبقات اصحاب احمد مکمل کی۔ اس کتاب میں حروف تہجی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بعد کے تذکرے شیخ تقی الرامینی الدمشقی (متوفی ۸۰۳ھ) کے قلم گہر بار سے ہیں۔(۲۳)

دسویں صدی ہجری:

ابوالیمن مجیر الدین عبدالرحمٰن العلیمی (متوفی ۹۲۸ھ) نے اپنی کتاب المنہج الاحمد فی تراجم اصحاب الامام احمد تالیف کی۔ اس کتاب کو جمیل الشطی نے ملخص کیا ہے، جمیل الشطی کو تراجم حنابلہ کی بعض دیگر کتب کی بھی تلخیص کا شرف حاصل ہے۔ مذکورہ بالا کتاب المکتبة السعودية. حی الدخنة۔ ریاض سعودی عربی میں دستیاب ہے۔

تیرہویں صدی ہجری:

عثمان بن بشیر النجدی (متوفی ۱۲۸۸ھ) نے ابن رجب کی کتاب طبقات حنابلہ کی فہرست مرتب کی (۲۴) بعد ازاں شیخ محمد بن عبداللہ بن علی بن عثمان النجدی (متوفی ۱۲۹۵ھ) نے السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلہ، نامی کتاب تالیف کی۔ مصنف موصوف کی ایک دوسری تصنیف النعت الاکمل بتراجم اِصحاب الامام احمد بن حنبل کا تذکرہ السحب میں ملتا ہے۔(۲۵)

چودہویں صدی ہجری:

شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ بن بدران الدمشقی (متوفی ۱۳۴۶ھ) نے طبقات حنابلہ

کے سلسلہ میں ایک نامکمل کتاب چھوڑی ہے۔(۲۶) علاوہ ازیں ابراہیم بن ضویان (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے کشف التقاب فی تراجم الاصحاب (۲۷) نامی کتاب لکھ کر تراجم حنابلہ کے باب میں ایک گرانقدر اضافہ کیا ہے، محمد بن قاسم القحطانی النجدی نے اپنی کتاب الدرر السنیة فی الاجوبة النجدیة لکھ کر اہم کارنامہ انجام دیا ہے، شیخ محمد بن عبدالعزیز بن عثیمین کی کتاب تسیهل السابلہ فی تراجم علماء الحنابلہ (۲۸) مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنفات مالکیہ

چھٹی صدی ہجری:

قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی المالکی (متوفی ۵۴۴ھ) کو علمائے مالکیہ کے تراجم مرتب کرنے میں سب پر سبقت حاصل ہے ان کی کتاب "ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة اعلام مذهب مالک، فن تراجم کی ایک عظیم شاہکار ہے۔ اس کے بعد علامہ ابن فرحون برہان الدین المدنی (متوفی ۷۸۹ھ) (۲۹) نے اپنی کتاب الدیاج المذہب فی علماء المذہب تالیف کی۔

گیارہویں صدی ہجری:

اس صدی کے مشہور مالکی عالم بدرالدین محمد بن یحییٰ القرافی (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے توشیح الدیاج و حلیة الابتهاج (۳۰) نامی کتاب لکھی جب کہ احمد بابا التنبکتی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے نیل الابتهاج لکھ کر اس باب میں قابل ذکر اضافہ کیا۔

مصنفات احناف

جہاں تک علماء احناف کا تعلق ہے تو انہوں نے آٹھویں صدی ہجری میں اس فن کو موضوع سخن بنایا۔ اس سے پیشتر علمائے احناف کے تراجم تاریخ و ادب کی کتب میں منتشر پڑے تھے، لیکن آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں علمائے احناف کی توجہ اس جانب مرکوز ہوئی تو آئندہ کی چار

صدیوں میں انہوں نے اس باب میں تصانیف کا ایک عظیم ذخیرہ ملت کے سامنے رکھ دیا جس کی نظیر شافعیہ، حنابلہ، مالکیہ کسی کے یہاں نہیں ملتی۔

آٹھویں صدی ہجری:

نجم الدین ابراہیم الطرطوسی (متوفی ۷۵۸ھ) نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب **وفیات الاعیان من مذهب النعمان** (۳۱) لکھی، صلاح الدین عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن المہندس (متوفی ۷۶۹ھ) نے فقہائے احناف کی تین جلدوں پر مشتمل ایک تاریخ مرتب کی، حافظ ابن حجر صلاح الدین کی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''انہیں بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ انہوں نے اپنی کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں بے شمار کتابوں کا مطالعہ مختلف ملکوں اور شہروں میں جا کر کیا۔'' (۳۲) بعد ازاں ابو محمد محی الدین القرشی (متوفی ۷۷۵ھ) کی کتاب **الجواهر المعنية فی طبقات الحنفية** منظر عام پر آئی۔(۳۳)

نویں صدی ہجری:

صارم الدین ابراہیم بن محمد بن ایدمر بن دقمان القاہری (متوفی ۸۰۹ھ) نے **نظم الجمان فی طبقات اصحاب امامنا النعمان** (۳۴) نامی کتاب لکھی، حاجی خلیفہؒ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ''یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں امام ابو حنیفہ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں جب کہ دوسری اور تیسری جلدوں میں ان کے اصحاب کے احوال نقل کئے گئے ہیں۔'' اس کے بعد ابن دقمان مجد الدین الفیروزآبادی الشیرازی الشافعی (متوفی ۸۱۷ھ) نے اپنی کتاب **المرقاة فی طبقات الحنفية**(۳۵) تالیف کی۔ پھر یکے بعد دیگرے تقی الدین المقریزی (متوفی ۸۴۵ھ) کی تذکرہ (۳۶) قاسم بن تطلو کی **تاج التراجم**، قاضی بدرالدین العینی (متوفی ۸۵۵ھ) کی (۳۷) **طبقات الحنفية**، زین الدین ابوالعدل الجمالی (متوفی ۸۷۹ھ) کی **تلخیص تاج التراجم** (۳۸) منظر عام پر آئی، اس کے علاوہ امام مسعود بن شیبہ السندی اور ابن سابق نے بھی طبقات حنفیہ کے باب میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔(۳۹)

☆ الضرورات تبيح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ☆

دسویں صدی ہجری:

اس صدی میں بے شمار کتب تراجم احناف پر لکھی گئیں، شمس الدین محمد الدمشقی (متوفی ۹۵۳ھ) کی کتاب **الغرف العلیة فی تراجم متأخری الحنفیة** (۴۰)، شمس الدین بن آجا محمد بن محمد کی **طبقات الحنفیة** ۳ جلدوں میں (۴۱) اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں ابراہیم بن محمد الحلبی (متوفی ۹۵۶ھ) نے المہندس کی تاریخ فقہائے احناف اور **المجواھر المضیة** (۴۲) کی تلخیص کا کام انجام دیا ہے۔ اسی صدی میں علامہ محمد بن عمر (متوفی ۹۵۹ھ) نے **طبقات الحنفیة** (۴۳) لکھی، علی بن امر اللہ الجنائی (متوفی ۹۷۹ھ) نے **مختصر علی احدی و عشرین طبقة** کا مجموعہ مرتب کیا جس میں مشاہیر احناف کا تذکرہ ہے، اس کتاب میں آغاز سخن امام ابوحنیفہ کے تذکرہ سے ہوا ہے جب کہ اختتام ابن کمال پاشا کی سوانح حیات پر ہوا (۴۴)، مزید برآں محمود بن سلیمان الرومی (متوفی ۹۹۰ھ) نے **اعلام الاخیار من فقھاء مذھب النعمان المختار** (۴۵) لکھی۔ لیکن بدقسمتی سے ان کی بعض دوسری مؤلفات کی طرح یہ کتاب بھی آگ کی نذر ہوگئی۔ مصنف کا اسے ازسرنو مرتب کرنے کا ارادہ تھا مگر عمر نے وفا نہ کی اور وہ اس جہانِ فانی سے حسرت لئے رخصت ہو گئے۔ (۴۶)

گیارہویں صدی ہجری:

اس صدی میں علامہ تقی الدین بن عبدالقادر التمیمی المصری الحنفی (متوفی ۱۰۰۵ھ) نے **الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة** تالیف کی جو تراجم فقہائے احناف کے باب میں اہم انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے بقول حاجی خلیفہ ''مصنف نے مذکورہ کتاب کی تصنیف میں بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔'' (۴۷) بعد ازاں نورالدین علی بن سلطان (محمد سلطان) الھروی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے کتاب **الاثمار الجنیة فی اسماء الحنفیة** نامی کتاب مرتب کی۔ (۴۸)

تیرہویں صدی ہجری:

علامہ ابوالحسنات محمد بن عبدالحئی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے تراجم احناف کے سلسلہ میں عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ استفادۂ عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے موصوف نے اس تراجم کو کئی

حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ہدایہ اور اس کے شارحین کے لئے النافع الکبیر تالیف کی۔ الوقایہ اور نقایہ کے شارحین کے لئے السعادة فی کشف ما فی شرح الوقاية تصنیف کی۔ اس کے علاوہ فقہائے احناف کے حالات کو الفوائد البهية فی تراجم الحنفية میں قلمبند کر کے عظیم کارنامہ انجام دیا۔ (۴۹)

مراجع

۱۔ الحلبی، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ۲۱۶/۱۔

۲ تا ۸ ایضاً۔

۹۔ مقدمۃ التحقیق الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲۳ تا ۳۰۔

۱۰۔ کشف الظنون ۱۱۰۱، الدرر الکامنۃ (الہند)، ۳۵۴/۲۔

۱۱۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱، الدرر الکامنۃ، ۳۷۳/۱۔

۱۲۔ فہرس مخطوطات جامعۃ الدول العربیۃ، قسم التاریخ۔

۱۳۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱۔

۱۴۔ فہرس التاریخ بدار الکتب المصریہ۔

۱۵۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱، الضوء اللامع، ۱۰۱/۶، فہرس دار الکتب، المصریہ۔

۱۶۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱۔

۱۷۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱، الضوء اللامع، ۲۸۲/۱۔

۱۸۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱، الضوء اللامع، ۲۱/۱۱، ۱۶۳/۳، فہرس دار الکتب المصریہ۔

۱۹۔ فہرس جامعۃ الدول العربیۃ۔

۲۰۔ کشف الظنون، ۱۱۰۱، الضوء اللامع، ۱۱۷/۹ تا ۱۲۴۔

۲۱۔ فہرس جامعۃ الدول العربیۃ۔

۲۲۔ مقدمۃ التحقیق لطبقات الشافعیۃ۔

۲۳۔ کشف الظنون، ۱۵۹۳۔

۲۴۔ مقدمہ عنوان المجد، صفحہ ۲، (مطابع القصیم ریاض، ۱۳۸۵ھ)

۲۵۔ الاعلام للزرکلی ۱۲۱/۷، ۱۲۲، ۳۱۲/۱۰۔

☆العادة محكمة ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

۲۶۔ تذکرہ اولی النبی والعرفان، ۱۹۲/۳ (موسسۃ النور، الریاض)

۲۷۔ مذکورہ کتاب ابھی تک مخطوطہ ہے۔

۲۸۔ ایضاً۔

۲۹۔ کشف الظنون، ۱۱۰۶۔ ۳۰۔ مرجع سابق، ۵۰۷، ۱۱۰۶۔

۳۱۔ مرجع سابق ۱۰۹۸، ۲۰۱۹، الجواہر المصیئۃ ۸۱ الدرر الکامنۃ (مصر) ۴۴/۱، الفوائد البہیۃ۔

۳۲۔ الدرر الکامنۃ، ۳۸۷/۲، ۳۸۸، کشف الظنون، ۱۰۹۹۔

۳۳۔ الدرر الکامنہ، ۶/۳، الفوائد البہیۃ، ۹۹، کشف الظنون ۶۱۶، ۶۱۷، ۱۰۹۷ معجم المطبوعات ۳۳۔

۳۴۔ الضوء اللامع، ۱۴۵/۱، الطبقات السنیۃ، ۲۶۰/۱، کشف الظنون، ۱۰۹۸، ۱۹۶۱۔

۳۵۔ تاج العروس (الکویت) ۴۳/۱، البدر الطالع ۲۸۰/۲، الضوء اللامع ۷/۱۰، کشف الظنون ۱۰۹۸، ۱۶۵۷۔

۳۶۔ تاج التراجم ۳، کشف الظنون ۲۶۹۔

۳۷۔ الجواہر المصیئۃ، ۱۶۵/۲، الضوء اللامع ۱۳۱/۱۰، کشف الظنون ۱۰۹۸۔

۳۸۔ کشف الظنون ۲۶۹، ۱۰۹۷۔

۳۹۔ کشف الظنون، ۱۰۹۹۔

۴۰۔ شذرات الذہب، ۲۹۸/۸، کشف الظنون، ۱۰۹۸، ۱۲۰۲، الکواکب السائرۃ ۵۲/۲۔

۴۱۔ کشف الظنون، ۱۰۹۸۔

۴۲۔ مرجع سابق، ۶۱۷، ۱۰۹۹۔

۴۳۔ مرجع سابق، ۱۰۹۸۔

۴۴۔ ریحانۃ الالباء (الحلبی) ۲۴۹/۲۱، ۲۶۹ العقد المنظور، ۳۷۵/۲، ۳۸۸، کشف الظنون ۱۰۹۹۔

۴۵۔ الاعلام، ۴۹/۸، الفوائد البہیۃ ۳۔

۴۶۔ ابدر الطالع، ۵۷/۲، ریحانۃ الالباء، ۴۰۷/۱، شذرات الذہب، ۴۲۰/۸، کشف الظنون ۱۰۹۸

۴۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تحقیق الطبقات السنیۃ، صفحہ ۱۳ تا ۶۱۔

۴۸۔ البدر الطالع، ۴۴۵/۱، خلاصہ لاثر ۱۵۸/۳، الفوائد البہیۃ، ۳، ۸۔

۴۹۔ الفوائد البہیۃ، ۴۰۳، ۲۴۸، معجم المطبوعات ۱۵۹۵۔

☆ لا اجتہاد عند ظہور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ☆